# اجتہاد کا تاریخی پس منظر

## اجتہاد استنباطی

(۱۲)

جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی
علیگڑھ

**قیاس سے ظاہری فقہاء کا اختلاف**

اجتہاد استنباطی میں قیاس ہی ایسا ماخذ (قانون کا سرچشمہ) ہے کہ جس سے مسائل حل کرنے میں چاروں فقہاء (امام ابوحنیفہ۔ امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ) متفق ہیں علت وغیرہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ جزوی ہے۔ صرف ظاہری فقہاء قیاس کو بحیثیت ماخذ نہیں تسلیم کرتے ہیں جس کی وجہ سے مسائل میں درج ذیل قسم کا اختلاف ہوتا ہے۔ مثلاً

**سود والی اشیاء** (۱) سود والی اشیاء۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود والی اشیاء چھ بتائی ہیں (۱) سونا (۲) چاندی (۳) کھجور (۴) گیہوں (۵) جو (۶) نمک۔ یہ چیزیں اگر اپنی ہی جنس کے عوض فروخت کی جائیں تو کمی بیشی اور ادھار سے سود لازم آتا ہے [۱]

جمہور فقہاء کے نزدیک ان چھ چیزوں کے علاوہ تمام ان چیزوں میں بھی سود کا حکم جاری ہوگا جو علت میں مشترک ہوں گی اگرچہ کسی کے نزدیک کوئی علت ہو۔

---

[۱] مسلم و مشکوۃ باب الربوا

اور کسی کے نزدیک کوئی ہو۔ لیکن ظاہری فقہاء کے نزدیک سود کا حکم بس انہیں چھ چیزوں کے ساتھ خاص ہوگا ان کے علاوہ اور کسی چیز میں خواہ ان کے مشابہ ہوں، سود نہ ہوگا، جیسے چنا۔ چاول۔ مسور۔ جوار وغیرہ جبکہ جمہور فقہاء کے نزدیک علت میں اشتراک کی وجہ سے ان سب میں سود ہے۔

افطار میں کفارہ | (۲) افطار میں کفارہ۔

رمضان کے روزہ میں قصداً کوئی شخص کھا پی لے تو مالکی حنفی فقہاء کے نزدیک اس پر قضاء وکفارہ دونوں ہیں جس طرح قصداً جماع کر لینے سے قضا وکفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔ [illegible] میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جس میں صرف جماع میں کفارہ کا حکم ہے [1] یہ حضرات کھانے پینے کو جماع پر قیاس کرتے ہیں لیکن ظاہری فقہاء چونکہ قیاس کے قائل نہیں ہیں اس لئے ان کے نزدیک کفارہ کا حکم جماع کے ساتھ خاص ہے قصداً کھانے پینے میں کفارہ نہیں ہے۔ شافعی اور حنبلی فقہاء بھی کفارہ کو جماع کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن اس بناء پر نہیں کہ وہ قیاس کے قائل نہیں ہیں بلکہ اس بناء پر کہ جماع میں کفارہ کی جو علت ہے وہ جرم کی سنگینی کی وجہ سے اسی کے مناسب ہے کسی اور کی طرف اس میں منتقل ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ [2]

اسی طرح حنفی و مالکی فقہاء کے نزدیک جماع سے عورت و مرد دونوں پر کفارہ ہے۔ کیونکہ فعل دونوں کی جانب سے پایا گیا لیکن شوافع کے نزدیک صرف مرد پر کفارہ ہے عورت پر نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث میں صرف مرد کا ذکر ہے۔ ظاہری فقہاء کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام احمدؒ سے اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں ایک میں وہ وجوب کے قائل ہیں اور دوسری میں نہیں ہیں۔ [3]

---

[1] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب تنزیہ الصوم [2] ابن قدامہ۔ المغنی ج ۳ باب ما یفسد للصیام ویوجب الکفارۃ

[3] ایضاً

رضاعت سے حرمت کا ثبوت | (۳) رضاعت (دودھ پلانے) سے حرمت کا ثبوت۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے جس طرح نسب سے ثابت ہوتی ہے۔ جمہور کے نزدیک اس حرمت کے ثبوت کے لئے مقررہ مدت میں کسی طرح بھی عورت کا دودھ بچہ کے پیٹ میں پہونچنا کافی ہے اگرچہ ناک یا حلق سے ڈالا جائے۔ ظاہری فقہاء کے نزدیک ثبوت حرمت کے لئے عورت کی چھاتی سے بچہ کا دودھ چوسنا ضروری ہے کسی اور طرح پیٹ میں دودھ پہونچنے سے حرمت نہ ثابت ہوگی۔ دودھ پلانے سے ثبوت حرمت کی علت "اس کے ذریعہ بچہ کا نشو و نما حاصل کرنا ہے وہ ہر صورت میں حاصل ہو جاتا ہے ظاہری فقہاء چونکہ قیاس کے قائل نہیں ہیں اس بناء پر ان کے نزدیک دودھ پلانے کی اصلی شکل ہی سے حرمت ثابت ہوگی۔ کسی اور شکل سے نہ ثابت ہوگی۔

واما صفة الرضاع المحرم فانما هو ما امتصه الراضع من ثدی المرضعة بفیه فقط [۱]

جس دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے اپنے منہ کے ذریعہ دودھ چوسے۔

ظہار کے الفاظ | (۴) ظہار کے الفاظ۔

"ظہار" یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے انتِ علی کظهر امی (تو میرے اوپر مثل میری ماں کی پشت کے ہے) تو اس سے بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے جب تک کفارہ نہ ادا کرے (کفارہ دو ماہ کے مسلسل روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے) جمہور فقہاء ان تمام الفاظ کو قیاس کرتے ہیں جن سے بیوی کو ماں کے مشابہ قرار دیا جائے مثلاً انت علی ککبد امی (تو میرے اوپر مثل میری ماں کے جگر کے ہے) یا انت علی کبطن امی (تو میرے اوپر مثل میری ماں کے پیٹ کے ہے) وغیرہ

---

[۱] ابن حزم ظاہری۔ المحلی ج ۱۰۔ کتاب الرضاع۔

اسی طرح جمہور فقہاء ماں پر تمام ان عورتوں کو قیاس کرتے ہیں جن سے نکاح حرام ہے جیسے کوئی شخص کہے انت علیّ کظہر اختی وبنتی (تو میرے اوپر مثل میری بہن یا بیٹی کی پشت کے ہے) وغیرہ۔

ظاہری فقہاء چونکہ قیاس کے قائل نہیں ہیں اس لئے ظہار سے ثابت شدہ حرمت کو صرف ماں کے ساتھ اور وہ بھی لفظ انت علی کظہر امی کے ساتھ خاص کرتے ہیں ان کے نزدیک کسی اور عضو یا کسی اور محرم کے ساتھ مشابہت دینے سے حرمت نہیں ثابت ہوتی۔ [۱]

سونے اور چاندی کے برتن کا استعمال

(۵) سونے اور چاندی کے برتن کا استعمال۔

سونے اور چاند کے برتن کا استعمال کھانے پینے میں بالاتفاق ناجائز ہے حدیث سے صرف کھانے پینے میں استعمال کرنے کی ممانعت ثابت ہے اس بنا پر ظاہری فقہاء اسی حد تک استعمال کو محدود رکھتے ہیں۔ لیکن جمہور فقہاء اس پر قیاس کرکے ہر استعمال کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

قیاس کو بحیثیت مآخذ نہ تسلیم کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جمہور کے نزدیک جو حکم قیاس سے ثابت ہو ظاہری فقہاء لازمی طور سے اس کے مخالف ہوں۔ بلکہ بسا اوقات دونوں کے نزدیک یکساں حکم ہوتا ہے۔ جمہور کے نزدیک بطریق قیاس ثبوت ہوتا ہے اور "ظاہری" کے نزدیک کسی اور طریقہ سے ہوتا ہے مثلاً جو مرد عورت پر تہمت لگائے قرآن حکیم میں اس کی سزا کا ذکر ہے۔ [۲] لیکن جو عورت مرد پر تہمت لگائے اس کی سزا کا ذکر نہیں ہے "جمہور" عورت کو مرد پر قیاس کرکے دونوں کا ایک حکم تسلیم کرتے اور ظاہری فقہاء ایسا لفظ محذوف مانتے ہیں جو مرد وعورت دونوں کو

[۱] ابن حزم ظاہری۔ المحلی ج ۱۰ کتاب الظہار [۲] النور ع ۱

شامل ہوتا ہے ۔ مثلاً سزا کی آیت والذین یرمون المحصنات الخ (اور جو پاکدامنہ عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں) میں "الفروج" کو محذوف مانتے ہیں یعنی
والذین یرمون الفروج المحصنات ۔ اور جو پاک شرمگاہوں کو تہمت لگاتے ہیں
ظاہر ہے کہ یہ لفظ مرد اور عورت دونوں کی شرمگاہ کو شامل ہے ۔

استحسان | (۲) استحسان ۔

استحسان کے لغوی معنی کسی شئی کو اچھا و مستحسن سمجھنا چنانچہ "استحسن فلاں" اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ وہ کسی کی رائے ۔ بات اور صورت وغیرہ کو اچھا سمجھتا ہے ۔ اگرچہ دوسرے کے نزدیک بری ہو ۔

استحسان کی اصطلاحی تعریفیں بہت سی ہیں ہر مسلک کی پسندیدہ تعریف نقل کی جاتی ہے ۔ ابوالحسن کرخی (حنفی) نے یہ تعریف کی ہے ۔

| | |
|---|---|
| الاستحسان هو ان یعدل الانسان | استحسان ۔ پیش آمدہ مسئلہ کے نظائر میں |
| عن ان یحکم فی المسئلة بمثل ما حکم | ایک حکم موجود ہے ۔ جو اس میں بھی دیا جا |
| به فی نظائرها الی خلافه لوجه | سکتا ہے لیکن زیادہ قوی وجہ کی بنا پر وہ |
| اقوی یقتضی العدول من الاول [1] | حکم چھوڑ کر اس کے خلاف حکم دینا ۔ |

ابن رشد (مالکی) نے یہ تعریف کی ہے ۔

| | |
|---|---|
| الاستحسان هو طرح القیاس | استحسان ۔ قیاس کے حکم میں کسی قسم کے غلو و |
| الذی یؤدی الی غلو فی الحکم ومبالغة | مبالغہ پائے جانے کی وجہ سے دوسرے حکم |
| فیه الی حکم آخر فی موضع یقتضی ان | کی طرف منتقل ہوتا ایسی جگہ کہ جہاں قیاس |
| یستثنی من ذلك القیاس [2] | سے استثناء کی وجہ موجود ہو ۔ |

---

[1] عبدالعزیز بخاری ۔ کشف الاسرار شرح اصول البزدوی جزء رابع و معروف دوالیبی المدخل الی علم اصول الفقہ الباب السابع الخلاف فی الاستحسان [2] عبدالوہاب خلاف مصادر التشریع الاسلامی فیما لا نص فیہ الاستثناء

ابن قدامہ حنبلی نے یہ تعریف کی ہے۔

| | |
|---|---|
| العدول بحکم المسألة عن نظائرها | کتاب وسنت کی خاص دلیل کی وجہ سے کسی |
| لدلیل خاص من الکتاب والسنة [1] | مسئلہ کے حکم کو اس کے نظائر سے علیحدہ کرنا۔ |

**استحسان کی ضرورت** استحسان کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ انسانی ضرورتوں اور مصلحتوں کا دامن کافی وسیع ہے اور ان کو قاعدہ و قانون میں سمیٹنا حد درجہ مشکل ہے۔ ضرورتیں اور مصلحتیں پہلے وجود میں آتی ہیں پھر ان کو منظم شکل دینے کے لئے قاعدہ و قانون مقرر کئے جاتے ہیں۔ زمان و مکان کے لحاظ سے ان میں تبدیلی موقع اور محل کے لحاظ سے ان میں جدت طرازی کبھی قیاس کی وسیع حدود کو بھی تنگ بنا دیتی یا ضرر رساں ثابت کر دیتی ہے۔ ایسی صورت میں فقہاء قیاسی حکم چھوڑ کر دوسرا حکم اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جو مقابلۃً زیادہ آسان و مفید ہوتا ہے۔ جیسا کہ استحسان کی تعریفوں سے ظاہر ہے۔

| | |
|---|---|
| الاستحسان ترك القیاس والا | استحسان قیاس چھوڑ کر اسکو اختیار کرنا ہے |
| خذ بما هو اوفق للناس [2] | جو لوگوں کے زیادہ موافق ہو۔ |
| الاستحسان طلب السهولة فی | استحسان ان صورتوں میں سہولت طلب کرنا |
| الاحکام فیما یبتلی فیه الخاص والعام [3] | ہے جن میں خاص و عام سب مبتلا رہیں۔ |
| الاستحسان الاخذ بالسعة وابتغاء | استحسان فراخی اور راحت کی صورت |
| ما فیه الراحة [4] | تلاش کرنا ہے۔ |

**استحسان کی چار قسمیں** فقہاء استحسان کا عمل کسی دلیل شرعی کی بناء پر کرتے اور اسی کو

---

[1] عبداللہ بن احمد بن قدامۃ مقدسی۔ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر الثالث الاستحسان۔

[2،3،4] ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی۔ المبسوط فی الاستحسان

بنیاد بنا کر قیاسی حکم پر دوسرے حکم کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس دلیل شرعی کا نام سند استحسان ہے جس کی چار قسمیں ہیں ۔

سند نص ہو | (۱) یہ سند "نص" ہو مثلاً بیع سلم (جس مال پر معاملہ کیا گیا ہو وہ موجود نہ ہو بلکہ بعد میں حوالہ کیا جائے، قیاس کے مطابق درست نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس میں جو چیز بیچی جاتی ہے وہ موجود نہیں ہوتی جبکہ کسی کی موجودگی بیع کی صحت کے لئے ضروری ہے لیکن چونکہ بیع سلم کی اجازت پر رسول اللہ کا فرمان موجود ہے اس بنار پر قیاس کا اعتبار نہ ہو گا۔

سند عرف ہو | (۲) یہ سند "عرف" ہو۔ مثلاً قیمت طے کر کے جوتا بنانے کا آرڈر دیا اور اس کی ناپ بھی دیدی قیاس کے مطابق یہ معاملہ درست نہ ہونا چاہیئے کیونکہ جوتا معاملہ کے وقت موجود نہیں ہے لیکن لوگوں کے عمل درآمد اور عرف کی بنار پر یہ معاملہ درست ہے۔ اسی طرح کسی نے گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی اور مچھلی کھا لی تو عرف کی بنار پر قسم نہ ٹوٹیگی۔

سند ضرورت ہو۔ | (۳) یہ سند "ضرورت ہو"۔ مثلاً امین (امانت دار) سے مال امانت تلف ہو جائے اور اس میں اس کی کوتاہی کو دخل نہ ہو تو امین کو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ امانت پر تمام ان صورتوں کو قیاس کیا جائے گا جن میں امانت کی شکل پائی جائے گی۔ مثلاً شرکت میں کاروبار کرنے والوں میں کسی کے ہاتھ سے مال ضائع ہو جائے یا اپنے خاص ملازم سے مال تلف ہو جائے یا کوئی چیز مستعار لی گئی ہے اور مستعیر (عاریۃً لینے والا) اسے وہ چیز ضائع ہو جائے تو ان سب صورتوں میں تاوان نہ دینا پڑے گا بشرطیکہ حفاظت میں ان کی جانب سے کوئی کوتاہی نہ ہوئی ہو۔ لیکن یہ حکم ان پیشہ وروں پر نہ جاری ہو گا جو کسی ایک شخص کے لئے مخصوص نہیں ہوتے بلکہ بہت سے لوگوں کا کام کرتے ہیں۔ جیسے دھوبی رنگریز۔ درزی اور نانبائی

وغیرہ ایسے لوگوں سے مال تلف ہوجانے کی صورت میں ان سے تاوان لینے کی اجازت ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ اگر ان سے تاوان لینے کی اجازت نہ ہو تو حرص و طمع میں لوگوں کا مال جمع کرتے رہیں گے اور مدتوں واپس نہ کریں گے جس سے مالک کو زحمت ہوگی اور کبھی مال ناکارہ۔ خراب اور ضائع بھی ہوجائے گا۔ اسی طرح کنواں حوض جب ناپاک ہوجائیں تو ان کی پاکی کی کوئی صورت نہ ہونی چاہیئے کیونکہ ان میں نجاست کا اثر بہرحال باقی رہتا ہے لیکن ضرورت کی بنار پر قیاس چھوڑ دیا گیا اور استحسان پر عمل کرکے ان کی پاکی کا حکم دیا گیا۔ "ضرورت" کی تفصیل اجتہاد استصلاحی میں آئے گی جس سے معلوم ہوگا کہ کس قسم کی ضرورت کا اعتبار ہے اور کس کا نہیں ہے۔

**سند قیاس خفی ہو**

(۴) یہ سند قیاس خفی ہو۔

قیاس سے مسئلہ کا حکم ثابت ہوتا ہے لیکن اس پر عمل کرنے سے تنگی و دشواری پیش آتی یا مضرت کا اندیشہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں کوئی دقیق اور باریک پہلو نکالا جاتا اور اس کو مدار بنا کر قیاس کے خلاف حکم دیا جاتا ہے قیاس خفی اسی کا نام ہے یہ بھی دراصل قیاس ہی ہے لیکن اس کی علت نسبتہً زیادہ دقیق و باریک ہوتی ہے اس بنار پر علیحدہ نام تجویز کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اس طرح قیاس کی دو قسمیں بنتی ہیں۔ (۱) قیاس جلی اور (۲) قیاس خفی۔ قیاس جلی کا نام قیاس اور قیاس خفی کا نام استحسان ہے۔ اس کی مثالیں یہ ہیں۔

(۱) جن جانوروں کا گوشت حرام ہے۔ ان کا جھوٹا بھی حرام ہے کیونکہ جھوٹے میں لعاب کا اثر آجاتا ہے جسمیں گوشت کا اثر ہوتا ہے یہ مسئلہ قیاسی ہے جس کے لحاظ سے پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں کا جھوٹا حرام ہونا چاہیئے کیونکہ ان کا گوشت بھی حرام ہے۔ لیکن دونوں میں ایک دقیق فرق ہے وہ یہ کہ پرندے چونچ سے کھاتے پیتے ہیں اور چونچ ہڈی ہوتی ہے۔ جو زندہ مردہ سب کی پاک ہے بشرطیکہ

اس پر نجاست نہ لگی ہو، کھاتے پیتے وقت یہ پاک چونچ دوسری پاک چیز سے مل جاتی ہے جس سے ناپاکی کی کوئی آمیزش نہیں ہوتی ہے۔ بخلاف درندوں کے جھوٹے کے کہ وہ زبان سے کھاتے پیتے ہیں اور زبان پر نجس لعاب ہوتا ہے جو حرام گوشت سے بنا ہے یہ نجس لعاب پاک چیز سے ملے گا تو لازمی طور سے اس کو ناپاک بنا دے گا اس بناء پر پرندوں پر درندوں جیسا قیاس صحیح نہ ہوگا ایک دوسرے قیاس کی ضرورت ہوگی جس کا نام استحسان رکھا گیا۔

(۲) ایک شخص کسی کے پاس امانت رکھکر کہیں چلا گیا دوسرا شخص آکر کہتا ہے کہ میں اس کا وکیل ہوں مجھے امانت واپس دیدیجئے امین (جس کے پاس امانت ہے) بھی یقین کر لیتا ہے کہ واقعی یہ شخص اس کا وکیل ہے ایسی صورت میں امانت کو قرض پر قیاس کر کے وکیل کے حوالہ کر دینا چاہئے یعنی کوئی شخص اپنے کو قرض کی وصولی کا وکیل بتائے اور مقروض اس کی تصدیق کرے تو قرض وکیل کے حوالہ کر دینا چاہیئے۔ لیکن ان دونوں میں ایک باریک فرق ہے جس کی بناء پر یہ قیاس صحیح نہ ہوگا وہ یہ کہ جس کی امانت ہے اس کا حق امانت کی ذات سے وابستہ ہے اس بناء پر امانت کا بعینہ واپس کرنا ضروری ہے اس کے بدلہ دوسری شی دینے سے ایک ایسی شی کی واپسی لازم آئے گی جس سے اس کا حق وابستہ نہ تھا بخلاف قرض کے کہ قرض دینے والے کا حق بعینہ اس رقم سے وابستہ نہیں ہے جو قرض میں دیگئی ہے بلکہ اس حق کا محل مقروض کی ذمہ داری ہے اس بناء پر جس رقم سے بھی مقروض قرض ادا کر دیگا قرض دینے والے کا حق اس سے وابستہ ہوکر ادا کرنا صحیح ہوگا۔ فرض کیجئے کہ مذکورہ صورت میں اگر قرض خواہ آکر یہ کہدے کہ میں نے اس کو وکیل بنایا ہی نہ تھا اس لئے میری رقم بدستور تمہارے ذمہ ہے تو ایسی صورت میں مقروض کو تاوان دینا پڑے گا کیونکہ اس نے خود ہی وکیل کی تصدیق کر کے رقم اس کے حوالہ کی ہے قرض کی صورت میں تو تاوان کی بات بن جائیگی

لیکن امانت میں اگر تاوان کا حکم دیا جائے تو اس کا حق تاوان (جو امانت والی شے کے بدلے میں دیا جارہا ہے) سے وابستہ ہونا لازم آئے گا۔ جبکہ یہ حق امانت کی ذات سے وابستہ تھا نہ کہ اس کے بدل سے غرض امانت کو قرض پر قیاس کرنے سے ایک ایسی دشواری لازم آتی ہے کہ اس پر قابو پانا دشوار ہے اس بنا پر قیاس چھوڑ کر قیاس خفی کا راستہ اختیار کیا گیا جس کا نام استحسان ہے اور امانت وکیل کے حوالہ نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

اصل استحسان قیاسی اور ضرورت ہے | استحسان کا اطلاق تیسری اور چوتھی شکل کے لئے زیادہ موزوں ہے کیونکہ انھیں میں مجتہد کے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے پہلی اور دوسری شکل میں اجتہاد کی زیادہ ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے استحسان کو صرف دو شکلوں میں محدود رکھنا مناسب ہے۔

(۱) استحسان قیاسی اور

(۲) استحسان ضرورت۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں شکلوں میں استحسان پر عمل اسی صورت میں درست ہوگا جبکہ قیاس کے مقابلہ میں اس کا اثر قوی ہو اسلئے اسی پر عمل ہوگا استحسان پر نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کے قبضہ میں مال ہے جس پر دو آدمیوں نے دعویٰ کیا اور گواہ بھی پیش کر دیئے کہ یہ مال اس شخص نے میرے پاس رہن رکھا تھا اور میرے سپرد بھی کر دیا تھا اس لئے میرے پاس رہنا چاہیئے۔ رہن کی تاریخ چونکہ نہیں معلوم ہے اس لئے استحسان کا تقاضہ ہے کہ دونوں کے گواہوں کو سچا تسلیم کر کے مال دونوں کے حوالہ کیا جائے لیکن قیاس کا تقاضہ ہے کہ دونوں کے گواہوں کو لغو قرار دیکر مال اسی شخص کا تسلیم کیا جائے جس کے قبضہ میں موجود ہے کیونکہ اگر مال کو مرہون تسلیم کیا گیا تو رہن میں شرکت لازم آئیگی جس کی بنا پر رہن درست نہ ہوگا اور اگر دونوں میں سے

کسی ایک کے پاس رکھا گیا تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جس کی گنجائش نہیں ہے اس صورت میں قیاس کا اثر قوی ہے اور استحسان کا اثر دشواریوں کی وجہ سے ضعیف ہو گیا ہے اس بناء پر استحسان چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی کا اختلاف اور اس کی توجیہ | فقہاء اربعہ میں صرف امام شافعی نے استحسان کی مخالفت کی اور یہاں تک کہدیا۔

من استحسن فقد شرع ای وضع شرعا جدیدا [1] — جس نے استحسان سے کام لیا اس نے نئی شریعت بنائی۔

دوسری جگہ اجتہاد استحسانی کے بارے میں ہے۔

انما ھو شیئ یحدثہ من نفسہ ولم یومر باتباع نفسہ [2] — وہ ایک ایسی شے ہے جس کو اپنی نفس کی طرف سے کرتا ہے حالانکہ نفس کی اتباع کا حکم نہیں دیا گیا۔

اس مخالفت کی غالباً دو وجہ ہیں ایک تو یہ کہ احناف نے استحسان سے بہت زیادہ کام لیا اور دوسری یہ کہ لفظ استحسان بذات خود انسانی میلان وخواہش کے دخل پر دلالت کرتا ہے بہت ممکن ہے کہ یہ دونوں باتیں امام شافعیؒ پر گراں گذری ہوں اور اس لفظ کو مستقل اصول کی حیثیت دینا پسند نہ کیا ہو۔

اگر یہ نہ تسلیم کیا جائے تو پھر مخالفت کی اور کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ استحسان کی جو شکلیں ذکر کی گئی ہیں ان میں کوئی ایسی نہیں جس کو امام شافعی نے تسلیم نہ کیا ہو۔ نص۔ عرف اور ضرورت ہر ایک کا ذکر ان کے اصول میں موجود ہے اسی طرح قیاس کو ایک مستقل ماخذ تسلیم کیا گیا ہے جو خفی اور جلی دونوں قیاسوں کو شامل ہے۔ اسی بناء پر محققین شوافع نے کہا۔

ان الحق ما قالہ ابن الحاجب د — حق بات وہ ہے جس کو ابن حاجب نے کہا۔

[1] منہاج الاصول الباب الثانی فی المردودۃ الاول الاستحسان [2] شافعی کتاب الام جزء سابع ابطال الاستحسان

اشار الیہ الآمدی انہ لا یتحقق استحسان مختلف فیہ [1]

اور آمدی نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ مختلف فیہ استحسان کا وجود نہیں ہے۔

ابن سمعانی نے کہا ہے۔

ان کان الاستحسان ھو القول بما یستحسنہ الانسان ویشتھیہ من غیر دلیل فھو باطل ولا یقول بہ احد وان کان الاستحسان ھو العدول عن موجب دلیل الی موجب دلیل اقویٰ منہ فھذا مما لا ینکرہ احد [2]

اگر استحسان وہ ہے جس کو انسان کسی دلیل کے بغیر اچھا سمجھے اور خواہش کرے تو وہ باطل ہے اور اس کا کوئی قائل نہیں ہے اور اگر استحسان کسی دلیل کے حکم سے دوسری قوی دلیل کے حکم کی طرف منتقل ہونا ہے تو اس کا کوئی شخص انکار نہیں کرتا۔

بنابریں شوافع کا اختلاف لفظی مظاہرہ ہے حقیقی نہیں۔

**شاہ ولی اللہ کے اختلاف کی توجیہ** حضرت شاہ ولی اللہ نے استحسان کو تحریف فی الدین میں شمار کیا اور اسی باب میں اس کا ذکر کیا ہے ان کے نزدیک بھی استحسان کے آزادانہ استعمال اور اصول و ضوابط کی رعایت نہ کرنے کی صورت میں یہ نکیر ہے جیسا کہ شاہ صاحب کی درج ذیل عبارت اور اس کی تائید میں یہودیوں کی مثال اس پر دلالت کرتی ہے۔

فیحتلس بعض ما ذکرنا من اسرار التشریع فیشرع للناس حسب ما عقل من المصلحۃ [3]

ہم نے شریعت سازی کے جو اسرار بیان کئے ہیں ان میں سے بعض کو اُچک لیا جائے پھر آزادانہ عقل کی سمجھی ہوئی مصلحت کے موافق لوگوں کیلئے احکام مقرر کئے جائیں۔

ملی و ملکی مصالح کے پیش نظر بیشمار مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کو حل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے مقصود انکا حل کرنا ہے خواہ استحسان کے ذریعہ حل کئے جائیں یا اور کوئی نام دیا جائے [باقی]

[1] منہاج الاصول الاول الاستحسان [2] عبدالوہاب خلاف ، مصادر التشریع الاسلامی فیما لا نص فیہ الاستحسان [3] ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ - باب احکام الدین من التحریف۔